106718 - پہلی بیوی کا دودھ پینے کی حالت میں دوسری بیوی سے پیدا ہونے والی بیٹی سے شادی کرنے کا حکم

سوال

ایك شخص كی دو بیویاں ہیں اور اس كی دونوں سے اولاد
بھی ہے، پہلی بیوی نے اپنے پڑوسی كے بیٹے كو بچپن میں دودھ پلایا اور جب بڑا ہو گیا تو رضاعی باپ نے اپنی دوسری كی بیٹی سے اس رضاعی بیٹے كی شادی كر دی، اس كا كہنا ہے كہ اس كی رضاعی بہن نہیں، كیونكہ اس لڑكی كی ماں سے اسے دودھ نہیں پلایا(یہ علم میں رہے كہ اسے دودھ پہلی بیوی نے پلایا ہے دوسری نے نہیں)، اس حالت میں كیا ہونا چاہیے ؟
لیكن اس عورت كو یہ یاد نہیں كہ كتنی بار دودھ پلایا ہے آیا پانچ رضاعت مكمل ہوئی تھیں یا نہیں، لیكن دودھ پلانے كا یقین ہے، اس مسئلہ كا حل كیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب كوئی عورت بچے كو دودھ پلائے تو وہ اس كا اور اس كے خاوند كا رضاعی بیٹا بن جاتا ہے، اور اس كے سارے بیٹے اور بیٹیوں كا رضاعی بھائی چاہے وہ دوسری بیویوں سے ہی ہوں، صرف یہ ہے كہ دودھ اس شخص كی وطئی سے ہو تو اس كی ساری اولاد اس كے رضاعی بھائی ہونگے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" جب كوئی عورت بچے كو دو برس كی عمر كے اندر اندر پانچ رضاعت یا اس سے زیادہ دودھ پلا دے تو وہ اس كا اور اس كے خاوند جس كا دودھ ہے كا رضاعی بیٹا بن جاتا ہے، اور اس عورت اور اس مرد جس كا دودھ ہے كی ساری اولاد اس بچے كے رضاعی بہن بھائی ہونگے، اور دودھ والے شخص كی ساری اولاد چاہے وہ دوسری بیویوں سے ہو وہ بچے كے رضاعی بہن بھائی بن جائیگے " انتہی

دیكھیں: مجموع فتاوی ابن باز (22 / 274).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال بھی دریافت كیا گیا:

میں نے ایك عورت كا دودھ پیا پھر اس كے خاوند نے ایك عورت سے شادی كر لی اور اس بیوی سے بچے پیدا ہوئے تو كیا یہ بھی میرے بھائی ہونگے ؟

جواب:

اگر تو پانچ رضاعت اور اس سے زیادہ ہوں اور دودھ خاوند كی طرف منسوب ہو كیونكہ اس خاوند كی اولاد ہے تو وہ آپ كے رضاعی والد اور والدہ كی جانب سے رضاعی بھائی ہونگے، اور رضاعی والد كی دوسری بیوی بچے بھی آپ كے رضاعی والد كی جانب سے رضاعی بھائی ہونگے.

اور ایك رضاعت یا رضعہ یہ ہے كہ بچے ماں كا پستان منہ میں ڈال كر دودھ چوسے اور پھر كسی بھی سبب سے چھوڑ دے پھر پستان منہ میں ڈال كر دودھ پینا شروع كر دے حتی كہ دودھ اس كے پیٹ میں چلا جائے اور پھر چھوڑ دے اور پھر پینا شروع كر دے اسی طرح پانچ بار یا اس سے زائد بار كرے چاہے یہ ایك ہی مجلس میں ہو یا پھر كئی دفعہ میں ایك ہی دن میں ہو یا كئی دنوں میں لیكن شرط یہ ہے كہ بچہ دو برس كی عمر سے زائد نہ ہو، كیونكہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" رضاعت دو برس كی عمر میں ہوتی ہے "

اور اس لیے كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سهلة بن سہیل كو فرمایا تھا:

" سالم كو پانچ رضاعت دودھ پلا دو تم اس پر حرام ہو جاؤ گی "

اور اس لیے بھی كہ صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ بیان كرتی ہیں:

" قرآن مجید میں دس رضعات معلوم نازل ہوئی تھیں جن سے حرمت ثابت ہو جاتی تھی، پھر اسے پانچ معلوم رضاعت كے ساتھ منسوخ كر دیا گیا، اور رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كی وفات تك ایسے ہی تھا "

یہ لفظ ترمذی كے ہیں.

اللہ تعالی سب كو اپنے رضا والے كام كرنے كی توفیق دے " انتہی

دیكھیں: مجموع فتاوی ابن باز (22 / 305).

دوم:

حرام كرنے والی رضاعت كے لیے دو شرطیں ہیں:

پہلی شرط:

پانچ یا اس سے زائد رضاعت ہوں کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتی ہیں:

" قرآن مجید میں دس معلوم رضعات نازل ہوئی تھیں، پھر انہیں پانچ معلوم رضاعت کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا ... "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1452).

دوسری شرط:

یہ رضاعت دو برس کی عمر میں ہو (یعنی بچے کی عمر کے پہلے دو برس کی عمر میں) اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" رضاعت وہ ہے جو انتڑیوں کو بھر دے "

سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر (1946) یہ حدیث صحیح ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر (7495).

اور امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں کہتے ہیں:

" دو برس کے بعد رضاعت تسلیم نہ کرنے والے کا بیان کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: پورے دو برس جو رضاعت پوری کرنی چاہے "

اور رضاعت کی تعریف یہ ہے کہ: بچے ماں کا دودھ منہ میں ڈالے اور اس کو چوسے اور پھر خود ہی اسے سانس لینے کے لیے چھوڑ دے یا منتقل وغیرہ ہونے کے لیے خود ہی چھوڑے تو یہ ایك رضاعت کہلاتی ہے.

اور اس میں سیر ہو کر اور پیٹ بھر کر دودھ پینا شرط نہیں، بلکہ جب وہ دودھ کتی بھی کمیت میں چوس لے اور وہ اس کے معدے میں داخل ہو جائے تو یہ رضاعت شمار ہو گی.

لہذا جب یہ ثابت ہو جائے تو رضاعت کے احکام یعنی نکاح و غیرہ کی حرمت ثابت ہو جائیگی.

سوم:

لیکن رضاعت کی تعداد میں شك پیدا ہو جائے اور پانچ رضاعت کا یقین نہ ہو تو پھر حرمت ثابت نہیں ہو گی.

اس كے متعلق ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اور جب رضاعت ميں يا رضاعت كى تعداد ميں شك پيدا ہو جائے كہ آيا تعداد مكمل ہوئى ہے يا نہيں تو پھر حرمت ثابت نہيں ہو گى، كيونكہ اصل عدم رضاعت ہے لہذا يقين شك كے ساتھ زائل نہيں ہو سكتا "

ديكھيں: المغنى (11 / 312).

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

جب رضاعت پورى ہونے ميں شك ہو وہ يہ كہيں كہ بچے نے اس عورت كا كئى بار دودھ پيا ہے، ليكن ہميں يہ معلوم نہيں كہ پانچ بار پيا يا اس سے كم ؟

تو پھر حرمت ثابت نہيں ہو گى كيونكہ اصل حلت ہے، اور يہاں ہميں پانچ سے كم رضاعت كا يقين ہے پانچ كا نہيں، اور اكثر ايسا ہى ہوتا ہے، تو وہ لوگ جو رضاعت كے متعلق دريافت كرتے ہيں ہميشہ ہم ان سے كہتے ہيں:

كتى رضاعت ہوئى تو وہ جواب ديتے ہيں: ہميں علم نہيں تو اس كا جواب يہ ہے كہ:

حرمت نہيں ہے، اور وہ اس وقت تك رضاعى بيٹا نہيں جب تك يہ يقين نہ ہو جائے كہ اس نے پانچ رضاعت پورى كى ہيں " انتہى

ديكھيں: الشرح الممتع (13 / 454).

اور جب پانچ رضاعت كا يقين ہو جائے تو پھر خاوند اور بيوى كے درميان عليحدگى كرا دى جائے كيونكہ وہ عورت اس كے ليے حلال نہيں.

واللہ اعلم .